قومیت کے احساس کو جلا دینے میں تربیت کا کردار

از:

ڈاکٹر حمود فہد قشعان

حقوق طبع محفوظ ہیں

نام کتاب	:	قومیت کے احساس کو جلا دینے میں تربیت کا کردار
مصنف	:	ڈاکٹر حمود فہد قشعان
مترجم	:	الیاس نعمانی
کمپوزنگ	:	احرار الہدی ندوی
صفحات	:	۳۴
قیمت	:	

فہرست

پیش لفظ	۶
مقدمہ	۸
اس مطالعہ کی اہمیت	۱۰
اس مطالعہ کا ہدف	۱۲
مطالعہ کے سوالات	۱۲
قومیت کا تصور	۱۳
تصور قومیت کے ظہور کے اسباب	۱۹
قومیت کے ترکیبی عناصر	۲۱
قومیت (کویت کی حالت)	۲۳
جوان اور قومیت	۲۵
سماجی اقدار	۳۰
قومیت وشہریت کی اقدار، کویتی نوجوانوں کا ایک سروے	۳۲
تجاویز	۳۳

مصنف کا مختصر تعارف

ڈاکٹر حمود فہد قشعان، کویت یونیورسٹی کے کالج آف سوشل سائنسس میں سماجیات کے استاذ۔

☆علمی لیاقتیں:

- امریکہ کی ریاست پنسلوانیا میں خاندانی مسائل سے متعلق علاج کرنے کی ڈگری (مغربی ممالک میں خاندانی مسائل سے متعلق بعض تربیت یافتہ لوگ مشورے دیتے ہیں، اس کو خاندانی علاج کہا جاتا ہے)۔
- خاندانی مسائل سے متعلق راہ نمائی کرنے کا بین الاقوامی لائسنس، خاندانی تعلقات کی بابت امریکہ کی قومی کونسل کی جانب سے۔
- خاندانی وازدواجی تعلقات کی بابت ڈاکٹریٹ، پٹسبرگ یونیورسٹی، پنسلوانیا۔
- جنسی وجذباتی مسائل کی بابت راہ نمائی کا لائسنس، امریکی تنظیم برائے خاندانی وازدواجی علاج — واشنگٹن۔

☆مناصب

- یونسکو کے مشیر۔
- نفسیاتی مشوروں سے متعلق ادارہ کے مدیر، دفتر برائے سماجی بہبود، شاہی محل۔
- خاندانی مسائل کی بابت مشیر، ولسٹیل فاؤنڈیشن، امریکا۔
- برطانیہ کی میرج کیر (Marriage Care) نامی تنظیم میں نفسیاتی وخاندانی معالج۔
- خاندانی مسائل کی بابت مشیر، ادارہ برائے مشاورت بابت خاندانی مسائل، وزارت انصاف، کویت۔

☆تصنیفات

- موسوعة الاضطرابات النفسية (دیگر اصحاب قلم کی شرکت میں) ۱۲ جلدیں۔
- الدليل الشامل لسيكولوجية الارشاد الزواجي والأسري۔
- مواضيع حرجة في العلاقات الزوجية۔
- أساسيات المقابلات الارشادية للعلاج الأسري والزواجي۔

پیش لفظ

ایک ایسے زمانے میں جب کہ قدریں پامال ہو رہی ہیں، اصولوں میں تبدیلی آرہی ہے اور انصاف، خیر ورواداری کے نشان ہائے راہ ہلکے ہوتے جارہے ہیں، اصطلاحات کی تعیین، ان کے مطالب کی وضاحت اوران کے متعلقہ مضامین پر سیر حاصل بحث بہت اہم مقام رکھتی ہے۔

ایسے کلی معاصر مسائل میں سے جو مسئلہ امت کو درپیش حالات میں سب سے زیادہ اہم ہے، اورجس کے شرعی، فکری، عقلی وعلمی پہلوؤں کو اجاگر کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ ''اعتدال نی نی ہے، اس لئے کہ یہ ایک شرعی منہج ہے، خیر اس سے وابستہ ہے، تہذیبی ڈھانچہ کی نمو داسی پر ہے، آج جب کہ فکری کارواں افراط وتفریط کا شکار ہے، تصورات اور موقفوں کی غلطیوں کا ازالہ ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

اسی لئے کویت کی وزارت برائے اوقاف واسلامی امور نے اپنے منصوبوں اوراپنی سرگرمیوں میں ''اعتدال نی نی کو نظریاتی وعملی طور پر ایک نمایاں مقام دیا ہے۔

اسی توجہ واعتنا کا ایک نتیجہ ''**المركز العالمي للوسطية**'' کا قیام ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ امت کے تہذیبی کارواں کے لئے ایک منارۂ نور بن کر مختلف علما وداعیوں کے فکری ومنہجی مطالعہ کے ذریعہ منہج اعتدال کی اصطلاح وتصور، نیز اس کے ضابطوں واصولوں کی اچھی طریقے پر تعیین کرے، شریعت کے ناقابل تغیر احکام پر کاربند رہ کر، زمانہ کی تبدیلیوں کی رعایت کر کے اور سرچشمہ کو مضبوط کر کے (جس کے زیر سایہ امت متحد رہتی ہے اور جو امت کے مقاصد میں یکسانیت لاتا ہے، اختلاف کا سلیقہ سکھاتا ہے، تہذیبی اشتراک کا دائرہ وسیع کرتا ہے، اورایک ایسی منصفانہ صحیح انسانی شراکت کے قیام میں تعاون کرتا ہے جو مثبت رویہ کے تقاضوں کی تکمیل کرتی ہے اور تشخص کی حفاظت کا بھی پاس رکھتی

ہے)ایک اکیڈمک نظریہ وجود میں لائے۔

سلسلہ ''الآمۃ الوسطانی بھی اسی کی ایک کڑی ہے، اس سلسلہ کے تحت مختلف مفکرین، علما اور داعیوں کی تحریریں منظر عام پر آرہی ہیں، یہ تحریریں اس منہج کو پختہ کرتی ہیں، امید ہے کہ یہ سلسلہ تہذیبی کارواں کے اصول منضبط کرے گا، اس کی جڑوں کو مضبوط کرے گا، خدا کرے کہ اس سلسلہ کے تحت افکار ونظریات کاایسا تنوع سامنے آئے جوتصورات محکم کرے اوران کو گونا گوں وسائل سے بہرہ ور کرے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی فکر رسا سے ایک ایسا نظریہ سامنے لانے میں اپنا کردار ادا کریں جومختلف خصوصیات کا حامل ہو۔

وما توفیقی الا باللہ

مقدمہ

کویت کے معاشرہ پر نظر رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہاں پائے جانے والے متعدد طبقات کے درمیان ثقافتی اختلافات پائے جاتے ہیں، اور چونکہ ان سماجی طبقات کے درمیان اختلاف اپنی اصل، اپنی جڑوں اور اپنے مسلک ومشرب کے حوالہ سے ہے، اس لئے اس اختلاف کا مظہر کچھ ایسے طبقات ہیں جن میں کچھ پہلوؤں سے ہم آہنگی پائی جاتی ہے تو کچھ پہلوؤں میں یہ باہم مختلف ہوتے ہیں۔اس کے نتیجہ میں ہر سماجی طبقہ/گروہ کے کچھ ثقافتی امتیازات پائے جاتے ہیں، اور معاشرہ کے اندر ثقافتی اختلاف کی جڑیں گہری ہوجاتی ہیں... مثلاً کویت کی اپنی آبادی میں کچھ افراد عربی الاصل ہیں اور کچھ غیر عربی یعنی فارسی الاصل، اسی طرح کچھ لوگ قبائلی ہیں اور کچھ شہری، کچھ سنی ہیں اور کچھ شیعہ، اس گونا گونی کے نتیجہ میں کویتی معاشرہ مختلف سماجی گروہوں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔

مذکورہ بالا اختلافات کی روشنی میں کویتی معاشرہ کے سماجی طبقات/گروہ چھ قرار پاتے ہیں: عرب قبائلی سنی، عرب شہری سنی، غیر عرب شہری سنی، عرب قبائلی شیعہ، عرب شہری شیعہ اور غیر عرب شہری شیعہ [۱]

تین پڑوسی علاقوں (ایران، عراق اور جزیرۃ العرب) سے ہونے والی ہجرت نے جدید متمدن ریاست کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا، تیسری فصیل کی تعمیر کے بعد رفتہ رفتہ وفاداری قبیلہ وخاندان کے بجائے حکومت ومملکت کی جانب منتقل ہونے لگی۔ اور تمام طبقات اپنی اصل اور مسلک سے قطع نظر مین اسٹریم میں ضم ہونے لگے، لیکن اس کے باوجود

---

[۱] ملاحظہ ہو: دور التنشئة الاجتماعية والاعلام والمجتمع المدنی... فی تحقیق المدینة، ۲۰۰۸ء میں منعقد ہونے والی مؤتمر الوحدة الوطنية۔ رابطة الاجتماعيين میں پیش کیا گیا ڈاکٹر یعقوب یوسف کندری کا مقالہ

ان طبقات میں باہم امتیاز اور اختلاف باقی رہا، جس کے نتیجہ میں بسا اوقات نسلی بنیادوں پر فرقہ بندی اور باہم دشنام طرازی کے مظاہر سامنے آتے ہیں۔ یہ ثقافتی تقسیم کویتی معاشرہ کے لئے سخت سماجی خطرہ ہے، اگرچہ کویتی دستور نے تمام ابنائے وطن کو یکساں حقوق وذمہ داریوں کا اہل مانا ہے (ناصر ۲۰۱۰:)

کویت کے معاشرہ میں گو کہ کچھ مشترک روایتی طبقات پائے جاتے ہیں، لیکن یہاں کی صورت حال دیگر خلیجی ممالک سے مختلف ہے، اگرچہ خلیجی ممالک میں باہم مشابہ روایتی معاشی وسماجی طبقات اور ماحول پائے جاتے ہیں جیسے بعض علاقوں میں چرواہوں کا طبقہ، کسانوں کا طبقہ اور ساحل پر آباد وہ طبقہ جو مچھلی کے شکار اور ہیروں کی تجارت کا مشغلہ رکھتا ہے (محمد رمیحی ۱۹۹۵ء)، لیکن یہ سماجی ہم آہنگی کویت اور خطہ کے دیگر ممالک کے درمیان یکساں ثقافتی کیفیت پیدا نہیں کرسکی، یہاں کے مقامی معاشرہ میں پائی جانے والی گروہی تقسیم یہاں کی مخصوص نوعیت کا نتیجہ ہے، جس کے متعدد عوامل ہیں، جن میں سب سے اہم کویت کا پارلیمانی وجمہوری نظام ہے، ایسا ہی ایک سبب صحافت واظہار رائے کی وہ آزادی ہے، جس نے ان سماجی گروہوں کی خصوصیات کی تعیین میں بہت مدد کی ہے اور معاشرہ کے اندر ان کو ایک مخصوص مقام دیا ہے۔

چونکہ یہاں ایک ایسا دستور پایا جاتا ہے جو فکری تعدد کی اجازت دیتا ہے، اظہار رائے کی آزادی پائی جاتی ہے، اور جمہوری نظام کی وجہ سے ایک متمدن معاشرہ پایا جاتا ہے، اس لئے جدید ریاست کے زیر سایہ ان سماجی گروہوں کی ایسی خصوصیات سامنے آئی ہیں جن کی وجہ سے یہ گروہ معاشرہ اور اس کے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایسے مسائل میں سب سے اہم قومیت اور شہریت سے متعلق وہ مسائل ہیں جو معاشرہ کے اندر سیاسی وسماجی سطح پر بہت اہم حیثیت رکھتے ہیں، اس لئے معاشرہ بالخصوص معاشرہ کے اہم ترین جز نوجوانوں کے اندر قومیت اور شہریت کے حوالہ سے جائزہ کی بہت اہمیت ہے۔

زیر نظر جائزہ کویتی معاشرہ میں نوجوانوں کے اندر قومیت اور شہریت کے احساسات کا جائزہ لیتا ہے، دیگر متعلق سماجی عوامل سے ان دونوں کو مربوط کرتا ہے، اور بعض

سماجی طبقات میں شہریت وقومیت کی اقدار کی بابت پائے جانے والے فرقوں سے پردہ اٹھاتا ہے۔

اس مطالعہ کی اہمیت:

سیاسی، قانونی، تربیتی اور سماجی سطحوں پر قومیت کے مسئلہ پر بہت توجہ دی گئی ہے، (نبہانی ۲۰۰۹:) متعدد فکری رجحانات اور سیاسی نظریات نے جو اہم انسانی اصول پیش کئے ہیں انہوں نے اس تصور کو مزید اہم بنا دیا ہے، ان انسانی اصولوں کے نتیجہ میں ایک شہری کے لئے احساس وشعور کی متعدد صورتیں وجود میں آئی ہیں، جن کی وجہ سے ان پر توجہ دینے نیز ان کی وضاحت اور انہیں اپنی زندگی میں برتنے کا مطالبہ سامنے آیا، پھر اس نے براہ راست طور پر شہری کی شہریت کے دائرہ اور اس قومیت کو اس کے ذریعہ برتنے کے طریقہ پر اثر ڈالا [1]۔ یہ تصور آزادی، انصاف، مساوات اور جمہوری شرکت کے اصولوں سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے، اسی لئے متعدد نظاموں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس احساس کا ادراک کرکے ان اصولوں کا ساتھ دیں، اور انہیں شہری کی زندگی میں سرگرم کریں، انہیں صرف سیاسی میدان تک محدود نہ رکھ کر ثقافتی، سماجی اور انفرادی واجتماعی اقتصادی شرکت جیسے متعدد میدانوں تک پھیلائیں (زایدی ۲۰۰۸:— بنہانی، ۲۰۰۹ - Dalton,2008- watten berg, 2007- Zukin, Ketter, Andolina, Jenkins & Delli carping 2006)

شہریوں کے درمیان غایت درجہ کی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے متعدد جمہوری ممالک نے شہری کا معاشرہ میں سرگرم کردار طے کرکے قومیت کے طرز عمل کو پختہ کرنے

[1] ملاحظہ ہو: أثر الانفتاح الثقافي على مفهوم المواطنة لدى الشباب السعودي، ڈاکٹر عثمان بن صالح العامر، سعودی عرب کے شہر باجہ میں ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں منعقد ہونے والی السنوی الثالث عشر لقادۃ العمل التربوی۔

کی کوشش کی ہے، (عامر، ۲۰۰۵–حبیب ،۲۰۰۶ –Glickman,2008- Faas,2007)، نیز ان ممالک نے شہری کووطن کاایسا سرگرم عضو بنانے کی بھی کوشش کی ہے جووطن کی حفاظت وتعمیر کواپنی ذمہ داری سمجھے اوراس طرح یہ دونوں ایک ساتھ شانہ بشانہ ترقی کریں۔ اسی وجہ سے قومیت کے تصور سے بہت اعتنا کیا گیا ہے (خلیل ۱۹۹۸:ء)۔

ڈاکٹر فہد حبیب نے قومیت کے موضوع پر مطالعہ کی اہمیت کا سبب چند بنیادی ضرورتوں کوقرار دیا ہے، جو یہ ہیں:

–قومیت اور تشخص کے احساس کو پروان چڑھانے کی قومی ضرورت۔

–حقوق وذمہ داریوں کے علم، معاشرہ کی خدمت میں شرکت، نیز سماجی اقدار، صلاحیتوں اورعلوم کوترقی دینے کی سماجی ضرورت۔

–بین الاقوامی حالات کے اعتبار سے شہری کوتربیت دینے کی بین الاقوامی ضرورت۔

اس تصور کی عظمت اوراہمیت کی وجہ سے اکثر عرب حکومتوں کواپنے نوجوانوں کے ذہنوں میں اس تصور کی تخم ریزی وآبیاری کی ضرورت کا احساس ہے، اوراسی لئے انہوں نے سیاسی وقومی تربیت بالخصوص قومی تربیت کے موضوع کونصابی مضمون بنانے پر خاص توجہ دی ہے (عامر ،۲۰۰۵– حبیب، ۲۰۰۶– بوزیان،۲۰۰۹–شویہ، ۲۰۰۹– نبہانی،۲۰۰۹) یہاں تک کہ بعض اصحاب قلم نے تمام ممالک میں تربیتی نظام کا بنیادی ہدف صالح قومیت کووجود میں لانا اورافراد معاشرہ کے درمیان قومیت کوفروغ دینا بتایا ہے (مجادی،۱۹۹۹– حبیب،۲۰۰۶– شویہ،۲۰۰۹ – Glickman ،۲۰۰۸ – Faas،۲۰۰۷ – Brisbin & Hunter ،۲۰۰۳ ، Zukinetal –۲۰۰۰، ۲۰۰۶)، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے تربیت کی تعریف ہی یہ کی ہے کہ وہ صالح شہری پیدا کرنے کافن ہے۔(بوزیان ۲۰۰۹:)

کویتی معاشرہ کے مخصوص پس منظر میں اس مطالعہ کی اہمیت کا سبب یہ ہے کہ یہ

تصور نہایت اہم ہے اورتمام سیاسی، سماجی ومعاشی سطحوں پراس سے بہت اعتنا کیا گیا ہے، لیکن عرب ومقامی معاشرے میں ایسے مطالعات بہت کم ہیں، زمینی پہلو سے مطالعہ کی بہت اہمیت ہے، لیکن مقامی لٹریچر اس سے بالکل خالی ہے، پھر اس مطالعہ کو معاشرہ کے ایک نہایت اہم طبقہ نوجوانوں پر مرکوز کیا گیا ہے، اس لئے کہ یہ طبقہ ہی معاشرہ میں سب سے زیادہ بااثر ہوتا ہے، اورفیصلوں پر سب سے زیادہ اثرانداز ہوتا ہے۔

مطالعہ کی اہمیت میں اضافہ کا ایک یقینی سبب عرب وخلیجی ممالک بالخصوص مقامی معاشرہ کے مخصوص حالات بھی ہیں، یہ مطالعہ افراد معاشرہ کے نظریات، افکار ورجحانات پر مؤثر ہوا ہے، اس طرح کے مطالعات سماجی پالیسی طے کرنے والوں کی مدد شہریت اور قومیت کی اقدار کومحکم کرنے کے پروگرام وضع کرنے کے سلسلہ میں کرتا ہے، ان اقدار کا شمار معاشرہ کے نمایاں ترین تخلیقی عناصر میں ہوتا ہے۔

اس مطالعہ کا ہدف:

زیر نظر مطالعہ افراد بالخصوص کویتی نوجوانوں کی زندگی میں قومیت وشہریت کے تصور کے عملی پہلو پراپنی توجہ مرکوز کرتا ہے، تاکہ ان دونوں تصورات سے تعرض کر کے کویتی معاشرہ میں نوجوانوں کے سماجی تشخص کو سامنے لایا جاسکے، اس مقصد کے حصول کے لئے مطالعہ مندرجہ ذیل امور کے لئے کوشاں ہے:

۱–معاشرہ کے اہم ترین حصہ یعنی نوجوانوں کے یہاں قومیت وشہریت کی بابت ثقافتی وسماجی اختلافات کوسامنے لانا۔

۲–ان دونوں تصورات کو کویتی معاشرہ کی کچھ ثقافتی وسماجی تبدیلیوں سے مربوط کرنا۔

۳–وطن کی بابت کویتی نوجوانوں کے طرزعمل نیزشہریت اورقومیت کے اقدار کے حوالہ سے ان کی حالت جاننے کی کوشش، تاکہ ان اہم مسائل سے واقف ہوا جاسکے جو معاشرہ کے سماجی ڈھانچہ پراثرانداز ہوسکتے ہیں۔

مطالعہ کے سوالات:

یہ مطالعہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دے کر اپنا ہدف حاصل کرنا چاہتا ہے :

– کویتی نوجوانوں کے یہاں قومیت اور شہریت کی اقدار میں کسی طرح کا کوئی واضح تعلق ہے؟

– کیا قومیت اور شہریت کی اقدار کا بعض سماجی امور (مثلاً عمر، تعلیمی سطح، طرز زندگی، اور فرد کی معاشی سطح) سے کوئی واضح تعلق ہے؟

–قومیت اور شہریت کی اقدار کی بابت کیا نوجوان مردوں اور عورتوں میں کچھ واضح فرق ہیں؟

–قومیت اور شہریت کی اقدار کے سلسلے میں کیا شیعہ وسنی نوجوانوں میں کچھ واضح فرق ہیں؟

– ذاتی تشخص کی تعیین میں کیا مختلف مسالک، قومیتوں اور عمروں کے افراد میں کچھ فرق ہیں؟

–شہریت وقومیت کے اقدار کے حوالہ سے کیا نوجوانوں اور جوانوں (اکیس برس سے کم عمر کے افراد اور اکیس برس سے زیادہ عمر کے افراد) کے درمیان کچھ فرق ہے؟

قومیت کا تصور:

قومیت کا تصور ان تصورات میں سے ایک ہے جن پر گزشتہ دنوں میں بہت توجہ دی گئی ہے، اس لئے کہ یہ تصور ہر دم بدلتے تصورات کی صنف سے تعلق رکھتا ہے (قویان، ۲۰۰۹– Ta، ۲۰۰۷ –شریدہ، ۲۰۰۶– عامر، ۲۰۰۵–خشت ۲۰۰۹:) قومیت کی اصطلاح گو کہ نئی ہے، لیکن اس سے مراد وہی ''وطنیت نی نی ہے جس پر سوشلسٹ مفکرین پہلے سے کلام کرتے آئے ہیں (Giddens، ۱۹۹۱)۔

یہ اصطلاح دو باہم قریب العہد واقعات میں سب سے پہلے سامنے آئی، ۱– ۱۷۸۸ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکا کے دستور کا اعلان، ۲– ۱۷۸۹ء میں فرانس کا انسانی وشہری حقوق کا منشور، آزادی کے منشور میں قومیت کے تصور کی بابت لکھا گیا ہے کہ تمام انسانوں کو اپنی پیدائش کے زمانے سے ہی یکساں حقوق حاصل ہیں، اور عوام ہی حکمراں ہیں، فرانسیسی انقلاب

کے مبادی واصولوں میں بھی یہ بات کہی گئی، اس طرح قومیت کے تصور کی بنیاد ان دو تصورات پر پڑ گئی: اول –عوام حکمراں ہیں، دوم– پہلے ایک انسان ہونے کی حیثیت سے اور پھر ایک شہری ہونے کی حیثیت سے فرد کے بنیادی حقوق کا تصور (شریدہ ۲۰۰۶:، وقیان ۲۰۰۹:، بوزیان ۲۰۰۹:)

اس تصور میں متعدد تبدیلیاں ہوئیں، ان تبدیلیوں کا تعلق عام طور پر قومیت کے قاعدہ میں توسیع سے تھا، یہ قومیت ایک اعتباری مسئلہ ہے جس میں ارتقا بھی ہوسکتا ہے اور تنزل بھی، پس فرد اور حکومت کے درمیان تعلق کی نوعیت کا اصل اعتبار ہوگا، اس لئے کہ جب کسی شہری کو اپنے حقوق ملتے ہیں اور اس کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں تو اس کے اندر قومیت کا احساس پختہ ہوتا ہے (عبداللہ، الغریب ۲۰۰۹:)

لیکن اس تصور کی مکمل وضاحت اور نظریاتی پہلو سے اس کی تشکیل ۱۹۴۸ء میں اس وقت ہوئی جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسان کے حقوق اور اس کی ذمہ داریوں کا عالمی منشور شائع کیا۔ اس منشور میں حقوق وذمہ داریوں پر نظریاتی طور پر توجہ دی گئی، جب کہ عملی طور پر اس تصور کے لئے کچھ مشکلات پیش آتی رہیں، اور بہت سے ممالک بالخصوص عرب ممالک میں اس کے سامنے متعدد چیلنجس آئے [۱]۔

قومیت کے مسئلہ پر بحث کرنے والے عربی مطالعات پر نظر ڈالیں تو وہ بہت محدود ہیں اور اس مسئلہ کی اہمیت کا حق ادا نہیں کرتے ہیں، ان میں سے اکثر اس تصور کے فکری ونظریاتی پہلو پر توجہ دیتے ہیں، جب کہ اکثر غیر عربی مطالعات عملی پروگراموں، تنفیذ کے طریقہ ہائے کار اور قیاس وتصحیح کے اسالیب پر مرکوز ہیں [۲]۔

اس پر یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ مطالعہ کے قابل تغیر امور سے براہ راست یا بالواسطہ

۱۔ ملاحظہ ہو: تطور مفهوم المواطنة فى الفكر السياسى الغربى، ڈاکٹر محمد عثمان خشت، مجلة التسامح، جلد ۵: شمارہ ۲۰:، ص ۴۲:–۵۱

۲۔ ملاحظہ ہو: اثر الانفتاح الثقافى على مفهوم المواطنة، ڈاکٹر عثمان بن صالح العامر۔

۳۔ ملاحظہ ہو: تطور مفهوم المواطنة فى الفكر السياسى الغربى، ڈاکٹر محمد عثمان خشت۔

طور پر بحث کرنے والے میدانی مطالعات میں یک گونہ ندرت پائی جاتی ہے، لیکن بعض تصورات کا استنباط قومیت کے تصور کی بابت ہونے والی بحثوں کو بہتر بنانے کے لئے مفید ہوسکتا ہے، اگرچہ قومیت کا تصور مسلسل رواں دواں رہا ہے لیکن ابھی تک وہ ایک ایسا مبہم تصور ہے جس کی بابت مختلف تجزیے پائے جاتے ہیں، اور سیاسی نظریہ ابھی تک کسی ایسی فیصلہ کن آخری رائے تک نہیں پہنچ سکا ہے جو اس تصور کی مکمل وضاحت کردے، نتیجتاً اس کے اہم عناصر اور مضمون کی بابت مختلف سیاسی نظاموں وفکری نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور ابھی تک اس کی کوئی ایک جامع مانع تعریف نہیں کی جاسکی ہے۔ ڈاکٹر ہینا الکندری لکھتی ہیں کہ اگرچہ اس کی تین سو کے قریب تعریفیں کی گئی ہیں لیکن عربی زبان کی روایتی لغات میں ''مواطنۃ نی نی کا لفظ نہیں پایا جاتا ہے، ہاں وطن، توطین، واطن، وطن اور مواطن جیسے الفاظ کے معانی ذکر کئے جاتے ہیں ۳ے۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانے والے حضرات نے اس کی مختلف گوناگوں تعریفیں کی ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس پہلو کی تشریح ایک سے زائد پہلوؤں کی حامل ہے، اس میں سیاسی، قانونی، وجدانی، جذباتی، امنی، فکری اور عملی پہلو پائے جاتے ہیں۔ (ویان ۲۰۰۹:، شریدہ ۲۰۰۶:، حبیب ۲۰۰۶:، عامر ۲۰۰۵:، شمس الدین ۲۰۰۸:، جلامنہ: ۲۰۰۹، سراج تاریخ درج نہیں ہے، الغریب ۲۰۰۹:)

اس تصور سے اعتنا کرنے والی اکثر تحریروں نے اس کی تشریح میں متعدد پہلوؤں کی تعیین کی ہے، ہم نے ان تصورات کو ہر پہلو کے اعتبار سے تقسیم کیا ہے، سیاسی پہلو سے اس موضوع پر غور کرتے ہوئے اسے ایک ایسا سیاسی رابطہ قرار دیا جاتا ہے جو کسی نسلی یا مذہبی بنیاد پر کھڑا نہیں ہوتا ہے، بلکہ وہ جدید جمہوری نظاموں کا پیدا کردہ ہوتا ہے، جنہیں قومی حکومت نے اپنے قوانین کے ذریعہ وجود بخشا ہے ا ے۔

جن لوگوں نے اپنے تصور قومیت کی بنیاد قانونی پہلو پر رکھی ہے ان کا اس سے مقصود ملک، نظریاتی رجحانات یا جمہوری وسائل کے مطابق ایک شہری کا اپنے حقوق واپنی ذمہ

ا ے ملاحظہ ہو: المواطنة فی الكويت... مكوناتها السياسية وتحدياتها الراهنة، ڈاکٹر فارس مطر الوقیان۔ مركز الدراسات الاستراتيجية والمستقبليه، کویت یونیورسٹی۔ سلسلة الفكر الاسلامی (ا) ۲۰۰۹ء

داریوں پر کاربند رہنے کی نوعیت ہے۔ (شریدہ، ۲۰۰۶– وقیان، ۲۰۰۹– عبداللہ: تاریخ درج نہیں–بنہانی ۲۰۰۹:)

جن لوگوں نے قومیت کی اپنی تعریف میں جذباتی ووجدانی پہلو کا خیال رکھا ہے، ان کے نزدیک اس سے مقصود فرد کے جذبات واحساسات نیز وطن نیز اس کے ان باشندگان کے تئیں اس جذبۂ وفاداری ہے، جن کے درمیان وہ رہتا ہے، اور جس وطن میں اس کی ذاتی وخاندانی ضروریات پوری ہوتی ہیں، اور جہاں وہ باعزت طریقہ پر زندگی گزارتا ہے۔ اس احساس انسان کو اپنے وطن کی حفاظت اور اس کی خاطر جان تک کی بازی لگادینے کا جذبہ دیتا ہے، اور پھر وہ شخص انفرادی وسماجی آزادی کے دفاع کے لئے مر مٹنے کے لئے بھی تیار ہوجاتا ہے۔ (شریدہ ۲۰۰۶:، Primoratz:۲۰۰۶، ولد خلیفہ ۱۹۸۹:)

بعض لوگوں نے شہریت کے تصور کی تشریح میں امن کے پہلو کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے اس بلند درجہ سے وابستہ کیا ہے، جس میں شہری قبیلہ، خاندان، گروہ یا ملت کی طرف نسبت کے بجائے ملک کی طرف نسبت کرتا ہے، اور پھر اس کے نتیجہ میں ہر اس طرح کے شخص پر کچھ حقوق وذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جیسے وطن کا دفاع، دوسرے کا خیال، قومی مصلحت کا پاس، ملک کو درپیش چیلنجس کے تئیں شہری کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس (Alon, Arad:۲۰۰۶، عامر ۲۰۰۵:)۔ اس پہلو کے ذریعہ شہری اپنی قومی نسبت کو گروہی وقبائلی نسبت پر غالب کرتا ہے اور اسے روزمرہ کے اعمال پر منطبق کرتا ہے، اگر یہ سب نہ ہو اور شہری ان سب اصولوں پر عمل پیرا نہ ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قومیت میں تحریف کررہا ہے، اور اس کے ساتھ خیانت کررہا ہے۔ (شمس الدین، ۲۰۰۸)

اسی طرح متعدد اصحاب قلم کی رائے یہ ہے کہ فکری پہلو قومیت کی تشریح میں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس تصور کو کسی ایک فکر کی پیداوار نہیں مانا جاسکتا ہے، بلکہ یہ متعدد فکری عقائد ونظریات کی پیداوار ہے، اور متعدد پہلوؤں نے اس تصور کی تشکیل میں مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر حصہ لیا ہے، اس اعتبار سے قومیت پوری انسانیت کا ورثہ ہے، استحکام وعزت کے اعلیٰ مراتب تک پہنچنے کی انسانی کاوشوں سے عبارت ہے اور متعدد پہلوؤں

سے استحکام کی داعی نظریاتی افکار کی طویل مدتی تحریک کی پیداوار ہے (وقیان۲۰۰۹:، بوزیان۲۰۰۹:)

اگرچہ یہ تصور عالم گیر ومشترک خصوصیات واوصاف کا حامل ہے، لیکن اس کے تفصیلی مضامین مملکت کے قومی وثقافتی ماحول کی پیداوار ہیں، اس لئے کہ یہ تصور افراد کے درمیان گونا گوں اختلافات کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے درمیان باہمی احترام کے جذبہ کی تعلیم دیتا ہے، ہر فریق کے ذریعہ اپنی اقدار وروایات اور اپنے طرز زندگی کی حفاظت کے ساتھ ساتھ گونا گونی کو صحیح قرار دیتا ہے، یہ بات متعدد اصحاب قلم نے لکھی ہے۔(وقیان۲۰۰۹:، غریب۲۰۰۹:)۔

بعض لوگوں نے قومیت کا تعارف عملی طور پر کرایا ہے، انہوں نے اسے فرد کے احساس قومیت کے عملی (سیاسی یا میدانی) پہلو کو سرگرم کرنے سے عبارت مانا ہے۔

قومیت فرد کے ساتھ نہیں پیدا ہوتی ہے بلکہ سماجی تربیت یا سماجی تجربہ وذرائع ابلاغ کے ذریعہ وہ رفتہ رفتہ ترقی پاتی ہے، یعنی قومیت ایسے نظریاتی تصورات سے عبارت نہیں ہے جنہیں بغیر سمجھے بوجھے زبان سے دوہرایا جاتا رہے، بلکہ یہ خالص عملی رویہ ہے، آخر شہری اپنے ملک کی حکمرانی میں شریک ہوتا ہے۔(حبیب۲۰۰۶:، غریب۲۰۰۹:، بنہانی۲۰۰۹:، Shereod, Flanagan Youniss:۲۰۰۲)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قومیت کا جوہر ان دو بنیادی مسئلوں میں پنہاں ہے ا۔اصول : ''عوام اقتدار کا سرچشمہ ہیں نی نی کی بنیاد پر حکمرانی میں شہریوں کی سرگرم شرکت، یہ شرکت جمہوری عمل کے ذریعہ نظر آتی ہے۔ ۲۔قوانین وسسٹم کے ساتھ تعلقات کے حوالہ سے تمام شہریوں کے درمیان انصاف ومساوات کا احساس۔

(جلامنہ۲۰۰۹:، زیدان۲۰۰۵:، غریب۲۰۰۹:، Kavalevan:۲۰۰۸)۔ پس قومیت کی تعریف یہ ہوئی کہ :وہ فیصلوں، محاسبہ وشفافیت میں سرگرم مثبت شرکت ہے(شمس الدین۲۰۰۸:،بنہانی۲۰۰۹:)

کیوالیون نے قومیت کی ایک جدید تعریف کی ہے جو فرد کی ذات اور اس کے ضمیر میں مندرجہ ذیل طریقہ پر رفتہ رفتہ پائی جاتی ہے:

اول: قومیت کے احساس کا آغاز اپنے وطن کے تاریخی حقائق کے تئیں فرد کے علم، جس وطن اصل میں اس کی نشوونما ہوئی ہے، اور جہاں وہ پروان چڑھا ہے، وہاں اور وہاں سے وابستہ یادوں کی بابت واضح عشق سے ہوتا ہے۔

دوم: اس وطن کی ترقی اور اس کی ترقی میں اپنی کاوش وسرگرم شرکت کے ذریعہ جدوجہد کرنے کی اہمیت کے احساس سے قومیت کے شعور میں ترقی ہوتی ہے۔

سوم: پھر اس وطن پر فخر، اس سے نسبت اور اس کے تئیں وفاداری کا احساس آتا ہے، اور اس موقعہ پر سچی قومیت پائی جاتی ہے، اس مرحلہ میں شہریوں کے اندر اس احساس کو پیوست کرنے میں ریاست کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

چہارم: چوتھے مرحلہ میں ذاتی قومیت سامنے آتی ہے، جو کہ قومیت کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، اس مرحلہ میں سرزمین وطن سے لگاؤ، اس کے تئیں وفاداری اور محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

اور آخری مرحلہ میں یہ احساسات فرد کے ظاہری افعال پر منعکس ہوتے ہیں، اس کا معاشرہ اور اس کے افراد میں واضح اثر نظر آتا ہے(Kavalevan:۲۰۰۸)، اس پہلو کو (رشیدی۱۹۹۸:) نے قومیت کے نفسیاتی پہلو کا نام دیا ہے، یہ پہلو وطن اور سیاسی قیادت سے بنیادی ضرورتوں کی تکمیل اور تباہ کن خطرات سے اپنی حفاظت کے سرچشمہ کے طور پر لگاؤ اور اس کے تئیں وفاداری سے عبادت ہے۔

الموسوعة العربية العالمية نے قومیت کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ : ''یہ ایک اصطلاح ہے جو کسی امت یا وطن کے تئیں لگاؤ کو بتاتی ہے نی نی ا۔ جب کہ قاموس علم الاجتماع میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے : ''یہ فطری فرد اور سیاسی معاشرہ (ریاست) کے درمیان قائم ہونے والا سماجی تعلق ہے، اس تعلق کے ذریعہ پہلا فریق (شہری) وفاداری کرتا ہے، اور دوسرا فریق حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہے، فرد وریاست کے درمیان اس تعلق کی تحدید حکمرانی کے موجود سسٹمس کے ذریعہ ہوتی ہے نی نی ۲۔

ا۔ المؤسسة العربية العالمية،مؤسسة أعمال الموسوعة للنشر والتوزيع،ص۱۱۱:۳،۱۹۶۲ء۔

۲۔ ملاحظہ ہو: قاموس علم الاجتماع، ڈاکٹر محمد عاطف غیث، ص۵۶:، دارالمعرفة الجامعية۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا نے اس کی تعریف یوں کی ہے کہ : ''یہ فرد و ریاست کے درمیان وہ تعلق ہے جس کی تحدید ریاست کا قانون کرتا ہے، یہ تعلق اس ملک میں باہمی حقوق وذمہ داریوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس کے نتیجہ میں آزادی ملتی ہے اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں نی نی ۔(عبداللہ، تاریخ طباعت درج نہیں، ص ۹:)

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ قومیت کا تصور متحرک ہے، وہ محدود بھی ہوسکتا ہے اور وسیع بھی، وہ محدود ہوکر کسی ایک گروہ تک محدود رہ سکتا ہے، وسیع ہوکر متعدد گروہوں پر مشتمل ہوسکتا ہے اور مزید وسعت اختیار کر کے مملکت کے تمام شہریوں پر حاوی ہوسکتا ہے، اس تصور میں پایا جانے والا ارتقاء عام طور پر قومیت میں توسیع کی صورت میں سامنے آتا ہے، یعنی معاشرہ کے مختلف طبقات کو اپنے حقوق استعمال کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے اور اس سلسلے میں اتنا توسع برتا جاتا ہے کہ معاشرہ کے تمام افراد کو عملی طور یہ کیفیت حاصل ہوسکے۔ اس وسعت کے ساتھ ساتھ ہمیں اقتدار اور فیصلہ سازی کے سلسلے میں تبدیلی کے رجحان میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے، اس لئے کہ اس تصور کے مطابق اقتدار اور فیصلہ کا اختیار ایک شخص کے ہاتھ سے نکل کر جمہوری طریقوں کے مطابق تمام شہریوں کے ہاتھ میں ہونا چاہئے (خشت ۲۰۰۹: ،غریب: ۲۰۰۹)

قومیت کی بابت جن تصورات اور پہلوؤں کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے ان سے ہم اس زیر غور مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ کرسکتے ہیں، اگر ریاست اپنی ذمہ داریوں اور حقوق سے آگاہ نیز حکمرانی میں شریک شہریوں کو وجود میں نہ لاسکے تو پھر اسے طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہوگا، اختلافات پائے جائیں گے، وطن کے بجائے محدود وفاداریاں اور لگاؤ پائے جائیں گے، اس لئے جدید ریاست ایک معاشرتی پروجیکٹ ہے، اگرچہ حکمرانی، دستور، فوج اور قانون کے لئے الگ الگ ادارے پائے جاتے ہیں، لیکن اقتدار کے سرچشمہ یعنی شہریوں کے درمیان گہرا تعاون پایا جانا چاہئے۔ فارابی کہتے ہیں: ''بغیر اچھے شہریوں کے کوئی اچھی ریاست نہیں آسکتی نی نی ۱ ۔

۱ ۔ملاحظہ ہو: مفهوم المواطنة والانتماء عند الشباب، حذیفہ سعید جلا منہ، ۲۰۰۹ء
http://www.teachercc.org/tcc or/publications/articles/article210320099.htm

یعنی قومیت کا مطلب ہے وفاداری، نسبت کا تعلق، قومی اتحاد کو یقینی بنانا اور قومی تشخص پر فخر، یعنی یہ ایک ایسا تصور ہے جو تمام متعلقہ تصوارت پر مشتمل ہے، لیکن ان تمام تصورات کے مقابلہ میں قومیت میں یہ بات مزید پائی جاتی ہے کہ قومیت براہ راست حقوق وذمہ داریوں کو بتاتی ہے: یعنی وطن اور اس شہر سے شہری کے حقوق جس کی طرف وہ نسبت کرتا ہے، یہ حقوق سماجی انصاف ومساوات پر قائم ہونے چاہئیں، اور اس کے بالمقابل اس معاشرہ اور وطن کے تئیں فرد کی ذمہ داریاں یعنی محبت، خطرات سے اس کا دفاع، محنت اور جدوجہد، اور اس کی ترقی میں حصہ لینا۔ یعنی اس موقعہ پر قومیت کا مطلب فرد ومعاشرہ کا باہمی تعلق ہے، یہ تعلق فریقین سے وابستہ سماجی وعملی تعلقات سے عبارت ہے، اس تعلق کی رو سے کچھ دستوری حقوق اور ذمہ داریاں وجود میں آتی ہیں، جن کا مقصد وطن اور شہری نیز شہریوں کے درمیان باہم مشترک مقاصد کا حصول ہے، قومیت اس اعتبار سے ایک رویہ ہے، اور یہ رویہ اپنے سے وابستہ کچھ سماجی اقدار کے بغیر محکم نہیں ہوسکتا ہے، اس طرح قومیت سماجی اقدار کا ایک مجموعہ ہے۔

قومیت کے ظہور کے اسباب:

ماضی قریب میں متعدد اسلامی وعربی حکومتوں کے قومی ووطنی خطاب میں قومیت کا تصور سامنے آنے کے کچھ اسباب ہیں، یہ اسباب اس زمانہ میں وجود میں آنے والے کچھ واقعات، حالات اور تبدیلیوں سے عبادت ہیں، بلکہ کچھ اسلامی وعربی حکومتیں تیز رفتار تبدیلی اور پیہم وجود میں آنے والے واقعات کے اپنے شہریوں کی اقدار وروایات پر منفی اثرات کا خطرہ محسوس کرنے لگی ہیں، جس کی وجہ سے انہیں فکر اور خوف لاحق ہے۔

متعدد تبدیلیاں ایسی وجود میں آئی ہیں جو عربی واسلامی معاشروں کی تہذیب، ان کے اقدار اور اصولوں سے واضح ہیں، ان میں سرفہرست مغربی ذرائع ابلاغ اور ان کے ذریعہ پیش کردہ رجحانات، افکار اور طرز ہائے فکر ہیں ۱ ۔ اس کے بالمقابل ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شہری کو

۱ ۔ملاحظہ ہو: الاتجاهات المعاصرة في تربية المواطنة۔
۲ ۔ملاحظہ ہو: اثر الانفتاح الثقافي على مفهوم المواطنة، ڈاکٹر عثمان عامر، ص ۱ ۔

درپیش اس عظیم چیلنج کے وقت معاشرہ کے ثقافتی وتعلیمی ادارے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہ اور نااہل ثابت ہورہے ہیں، انہیں شہریوں کی جوفکری تربیت ریاست کومطلوب اہداف کے ساتھ کرنی چاہئے وہ اس کے سلسلے میں اپنا مطلوبہ کردار ادانہیں کرپارہے ہیں۔ (نبہانی۲۰۰۹:)

عامر نے چندان اہم تبدیلیوں کی نشان دہی کی ہے جن کا اس تصور کے ظہور میں واضح کردار ہے، اورجوگزشتہ برسوں میں اس تصور پرتوجہ دینے کے متقاضی ہوئی ہیں، یہ تبدیلیاں ہیں:

- اقتدار کے مراکز میں تبدیلی۔
- سیاسی ومعاشی یونینس۔
- سیکولرفکر کے حامل اداروں میں اضافہ۔
- مواصلاتی ٹیکنالوجی کے انقلاب کے نتیجہ میں جغرافیائی وسیاسی سرحدوں کا عبور۔
- ابلاغی انقلاب اورانٹرنیٹ۔
- افرادمیں قومی فکرکی تشکیل کے سلسلہ میں معاشرہ کے ثقافتی وتعلیمی اداروں کے کردار میں کمی ۲۔

نبہانی نے کچھ اوراسباب کا بھی تذکرہ کیا ہے، جیسے تربیتی اداروں کے ذریعہ وطن اورہم وطنوں کی خدمت پرآمادہ کرنے والے تربیتی پروگرامس میں شرکت کی ترغیب نہ دیاجانا، اورقومیت کے موضوع پرنصاب تعلیم میں کم توجہ دینا۔

ان تمام اسباب کی وجہ سے متعدد عرب ممالک نے ان تبدیلیوں کوشہریوں کی فکر، وفاداری اور وطن سے لگاؤ کے لئے خطرناک سمجھا، اس وجہ سے انہوں نے اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لیا، اس کونظرانداز نہیں کیا، اورانہیں لگا کہ ان اسباب کا مطالعہ اور پھر ان کا علاج بہت ضروری ہے، قومیت کے مسئلہ سے اعتنا میں اضافہ انہی سب کا نتیجہ ہے۔

قومیت کے ترکیبی عناصر:

۱۔ ملاحظہ ہو: المواطنۃ والأمن القوی، ڈاکٹرعبدالفتاح سراج، تاریخ طباعت درج نہیں۔

جیسا کہ ہم نے اوپرلکھا ہے قومیت کا تصورزمینی وعملی پہلو سے عاری خالص نظریاتی تصورنہیں ہے، بلکہ وہ ایک ایسا عملی تصور ہے جوعملی طور پربرتے جانے کے بعد ہی شہریوں کے ذہن وجدان میں محکم طریقہ پر پیوست ہوسکتا ہے، قومیت کے سچے شعور سے بہرہ ور اچھے شہری کی تعمیر کے لئے ایک ایسے ماحول کی تشکیل ضروری ہے، جس میں انصاف کوبطور اصول اختیار کیا جائے، اورجس کی بنیاد باہمی احترام، شہری کی عزت نفس کے پاس اوراسے آزادی دیے جانے پر ہو، ان بنیادی ضمانتوں کویقینی بنا کر کرشہریوں کی ایسی خوش حال زندگی کووجود میں لایا جاسکتا ہے، جس کی وجہ سے وہ عزت واحترام کا احساس کریں ۱۔

پس قومیت کی بنیاد ایسے عناصر پر ہے جن کی تکمیل قومیت کے عملی طور پر وجود میں آنے کے لئے ضروری ہے، یہ عناصر ہیں:

۱—نسبت، وطن سے فکری وعملی حقیقی انتساب، وطن اورشہریوں کے لئے باہمی تکفل اوروفاداری کے جذبات۔

۲— وہ حقوق جوشہریوں کے لئے ایک خوش حال زندگی کویقینی بناتے ہیں، جیسے آزادی، مساوات، انصاف، جسمانی وتعلیمی ذمہ داری، اورعدل وانصاف کے احساسات پیدا کرنا۔

۳—تمام شہریوں پرعائد ذمہ داریاں، جیسے نظام کا احترام، وطن کا دفاع، اس کی ترقی اوراس کی آراضی کی حفاظت میں تعاون، وغیرہ۔

۴— معاشرتی تعاون، فکری یکسانیت اور وطن کے ماضی ومستقبل سے لگاؤ، رضا کارانہ خدمات میں سرگرم شرکت، اعتراضات کا جواب، معاشرہ کی بنیادوں کومحکم کرنا، اوروطن کے لئے مفید مشورے دینا۔

۵— معاشرہ کے قوانین، عقائد، سسٹمس اورروایات جیسے عام اقدار میں شرکت،

۱۔ الاتجاهات المعاصرة فی تربیۃ المواطنۃ، ڈاکٹرفہدالحبیب، ص۷:۔

۲۔ ملاحظہ ہو: النوم الاجتماعی والمواطنۃ ودور المنظمات غیر الحکومیۃ فی دول خلیجیۃ مختارۃ (البحرین، الکویت، والسعودیۃ)، سلسلۃ دراسات عن المرأۃ العربیۃ فی التنیمۃ(۳)، باقر سلمان النجار، مغربی ایشیا کے لئے اقتصادی وسماجی کمیٹی، اقوام متحدہ،

نیز امانت، اخلاص، سچ اور تکافل جیسے عام اخلاق پر کاربند رہنا ا؎۔

نجار نے قومیت کی مزید مندرجہ ذیل بنیادیں ذکر کی ہیں:

- فرد ریاست کے تئیں وفاداری اور محبت کے جذبات رکھے، بدلہ میں ریاست معاشرتی و دینی طور پر فرد کی حفاظت کو یقینی بنائے۔
- فرد و ریاست کے درمیان تعلق کی واضح طور پر تعیین کر دی جائے، یعنی قانون کی نگاہ میں مساوات کے اصول پر عمل کرتے ہوئے طرفین کو ملنے والے حقوق اور ان پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی وضاحت کر دی جائے۔ اس اصول میں کسی بھی طرح کی خلل اندازی گویا قومیت کی بنیادوں میں خلل اندازی کی مانند ہے۔
- قومی برادری میں شریک ہو کر ہر اہل فرد قومیت حاصل کر سکتا ہے، ہر اس شخص سے متعلق ہوتی ہے جو اپنے اس وطن کی شہریت رکھتا ہو جس میں وہ زندگی گزارتا ہے، اور جہاں اسے دوسروں کی طرح حقوق ملتے ہیں اور دوسروں کی طرح اس پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، حقوق و ذمہ داریوں کے سلسلے میں رنگ، نسل یا دین کے نام پر کوئی تفریق نہ ہوتی ہو۔
- سماجی اور سیاسی تربیت کے وسائل کے ذریعہ نیز قومی زندگی و عام امور میں شرکت کر کے شہری اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتا ہے ۲؎۔

مرکز الملک عبدالعزیز للحوار الوطنی کے ذریعہ کچھ سعودی نوجوانوں سے کئے گئے سروے کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ تصور قومیت کی بنیادیں سات عوام سے عبارت ہیں، جن لوگوں سے اس سروے میں سوالات کئے گئے ان کے نظریہ کے اعتبار سے ان عوامل کی تصاعدی ترتیب یوں ہے: ان میں پہلا مرکز ”وطن پر فخر اور اس سے لگائونی نی ہے، اس کے بعد ”باہری دنیا میں وطن کی اچھی تصویر پیش کرنانی نی ہے، پھر ”اخلاص کے ساتھ عمل نی نی، اس کے بعد ”افواہوں پر نظر نی نی، پھر ”عام ملکیتوں اور سہولیات کی حفاظت نی نی، پھر ”نظاموں اور قوانین کی پابندی نی نی اور پھر ”رضا کارانہ اعمال کے ذریعہ تعاون نی نی۔ اسی سروے میں سعودی نوجوانوں میں قومیت کا احساس پیدا کرنے کی بنیادوں کا بھی تذکرہ ہے،

ا؎ مرکز الملک عبدالعزیز للحوار الوطنی (سعودی عربیہ) کے تابع مرکز الدراسات والبحوث والنشر کی تیار کردہ رپورٹ، ۲۰۰۷ء۔

۲؎ ملاحظہ ہو: المواطنة والأمن القوی، ڈاکٹر فارس مطر القیان۔

اس سروے نے ”خاندانی تربیت نی نی پھر ”معاشرہ میں نوجوانوں کی سرگرم شرکت نی نی پھر ”تعلیم گاہ نی نی اور پھر ”ابلاغی تربیت نی نی کو بنیاد بتایا گیا ہے ا؎۔

قومیت (کویت کی حالت):

کویت کی آبادی کا تناسب متنوع نسلی گونا گونی کی بنیاد پر قائم ہے، پڑوس کے مختلف ممالک سے آنے والے لوگوں نے کویتی معاشرہ کی تشکیل کی ہے، اس گونا گونی نے فطری طور پر کویتی معاشرہ کی تشکیل کے وقت سے ہی اس کے افراد کے درمیان ایک روا مسلکی گونا گونی کو وجود دیا ہے ۲؎۔ لیکن تصور قومیت ایک انقلابی مرحلہ سے ۱۹۶۲ء میں اس وقت گزرا جب دستوری مملکت وجود میں آئی، اس مرحلہ سے پہلے قومیت اور اس کے اقدار کی بنیاد عمودی قومیت پر تھی، فرد کو اپنے نسب، نسل اور مالی حیثیت کے اعتبار سے مقام دیا جاتا تھا، اور پھر اس مقام و مرتبہ کے اعتبار سے حقوق و ذمہ داریوں کی نوعیت طے ہوتی تھی، لیکن پٹرول کی دریافت اور ریاست کے ذریعہ جمہوری طرز اختیار کرنے کے بعد ریاست کا بنیادی نظریہ ہی بدل گیا، دستور نے ریاست اور شہریوں کے درمیان تعلق کو قانونی بنیادوں پر استوار کیا، دستور کی دفعہ (۶) میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ”کویت کا نظام حکومت جمہوری ہوگا، اس میں سیاست کا مقام قوم کو حاصل ہوگا جو اقتدار کا سرچشمہ ہوگی نی نی، دفعہ (۲۶) میں لکھا گیا ہے کہ : ”تمام لوگ انسانی عزت کے سلسلے میں یکساں ہیں عام حقوق و ذمہ داریوں کے سلسلے میں وہ برابر ہیں، نسل، برادری، زبان یا مذہب کی بنیاد پر ان کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہوگانی نی۔ یہ دونوں دفعات کویت کے نظام حکومت اور شہریوں کے درمیان مساوات اور جمہوریت کو قبول کرنے کی قومیت کی جدید شرطوں کے درمیان ہم آہنگی سے عبارت ہے۔

دستوری مملکت کے نظریہ اور مساوات، آزادی، انصاف، قانون کی بالاتری نیز یکساں حقوق و ذمہ داریوں پر مبنی اس کی اقدار کے ذریعہ آنے والی اس تبدیلی کے باوجود اس سلسلہ میں معاشرہ کے افراد کے درمیان ایک کشمکش پائی جاتی ہے، کچھ لوگ ابھی تک ماضی کے اقدار پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک وطنیت کا تصور عمودی قومیت کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے ا؎۔

ا؎ ملاحظہ ہو: المواطنة والأمن القوی، ڈاکٹر فارس مطر القیان۔

۲؎ ملاحظہ ہو: النوع الاجتماعی والمواطنة، باقر سلمان نجار۔

۳؎ ملاحظہ ہو: المواطنة فی الکویت، ڈاکٹر فارس مطر القیان۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قومیت اور تشخص کے نئے تصور کو ابھی تک کچھ ایسی رکاوٹوں کا سامنا ہے جو معاشرہ میں بہت مضبوط ہیں، ابھی بھی ہمیں معاشرہ کے افراد و جماعتوں کے درمیان متضاد نسبتیں نظر آتی ہیں، تصور و عمل کے درمیان یہ واضح تضاد ہے، اسی لئے تصور قومیت اور ریاست سے شہری کے تعلق کی بابت ابھی تک مکمل واضح صورت حال نہیں پائی جاتی ہے۔ اس حوالہ سے ایک اور مشکل یہ ہے کہ عوامی معاشرہ کی تنظیموں کا کوئی مؤثر کردار نہیں ہے بلکہ معاشرہ کی عوامی اکائیاں اقتدار سے اپنے قرب و بعد اور اقتدار کے مصالح سے اپنے مصالح کی ہم آہنگی کے اعتبار سے ہی حقوق سے مستفید ہوتی ہیں، پھر یہ صورت حال عوامی معاشرہ کے ڈھانچہ اور ریاست پر اس کے اعتماد کی نوعیت پر بھی مؤثر ہوتی ہے۔

اسی طرح ہم اس نظام حکومت میں جس میں ریاست کو ایک کنبہ مانتے ہوئے تکافلی و پدری ریاست کے تصورات داخل ہوتے رہتے ہیں کچھ غیر مکمل تبدیلیاں پاتے ہیں، ان تصورات کی رو سے عام شہری ایک ہی کنبہ کا حصہ ہیں، وہ رعایا ہیں، ریاست سے الگ کوئی وجود نہیں ہیں، اس طرح ایک ایسی ریاست کا نمونہ ہمارے سامنے آتا ہے جو اقتصادی اور تکنیکی پہلو میں تو جدید ہے لیکن سماجی و سماجی پہلو میں قدامت پرست ۲ے۔

جمہوری طرز اختیار کر لینے کے بعد بھی کویت میں تصور قومیت کی تشکیل کے سلسلے میں ان تمام عوامل کے براہ راست اثرات ہیں، قومیت کے جدید تصورات کو تمام شہری یکساں رفتار سے قبول نہیں کر رہے ہیں، ابھی تک بہت سے شہری خونی رشتوں سے نسبت کا خاص تعلق رکھتے ہیں، ان کے نزدیک وہ ریاست سے زیادہ خاندان، قبیلہ یا مسلک سے وابستہ ہیں ۳ے۔

اس صورت حال سے ہم مایوس نہیں ہیں، اور ہم یہ بھی نہیں مانتے ہیں کہ ریاست کا تصور شہریوں کے دل و دماغ میں راسخ نہیں ہے، بلکہ ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں کہ اکثر شہریوں کے یہاں قومیت کی صفات واضح طور پر پائی جاتی ہیں، اس کی دلیل میں ہم ان کے درمیان مشترک تہذیب واحساسات، یکساں اقدار وروایات نیز قومی تشخص کے واضح ادراک کو پیش کر سکتے ہیں، کویت کی تاریخ پر نظر

اے ملاحظہ ہو: المواطنة فی الکویت، ڈاکٹر فارس مطر القیان، اور النوع الاجتماعی والمواطنة، باقر سلمان نجار

۲ے ۲۰۰۸ء میں کویت یونیورسٹی کے مرکز الدراسات الاستراتیجیة والمستقبلیة کے زیر اہتمام

رکھنے والا ہر شخص وطن کی عزت اور اس کے امن کے دفاع میں جان و مال کی قربانی کی مثالیں ضرور پائے گا اے۔

اس صورت حال کی مکمل وضاحت کرتے ہوئے عبدلی نے لکھا ہے: ''یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ قبائلیت اور گروہیت ہماری رگ و پے میں پیوست ہے، قومیت کی تہذیب کو فروغ دینے میں سب کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہئے، اگر تمام لوگوں نے اپنی یہ ذمہ داری محسوس نہیں کی تو لوگ اپنے برخود غلط گمان کے مطابق قبائلیت گروہیت اور حزبیت کے اسیر رہیں گے'' ۲ے۔

جوان اور قومیت:

جوانی کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، جن میں متعدد تعریفوں کی رو سے عمر کے اس مرحلہ کا ان صفات سے خاص تعلق ہے، شوق، ندرت کی جاہ، دوسروں پر منحصر نہ ہونے خود اپنا مستقل وجود، خطرات مول لینے کا مزاج اور جرات (سلوم ۲۰۰۲:)۔ ان تعریفوں میں سماجیات، تربیت، نفسیات اور علم افعال الاعضاء (فیزیولوجی) کے اعتبار سے تنوع پایا جاتا ہے، بعض اصحاب قلم نے اس کی تعریف میں عمر پر توجہ دی ہے، بعض دیگر نے عقلی، نفسیاتی اور سماجی پہلو کا خیال رکھا ہے، جب کہ کچھ اور حضرات نے جسمانی یا تربیتی خصوصیات پر اپنی توجہ مرکوز کی ہے۔

متعدد تحریروں میں اس مرحلہ کی تعیین عمر سے کی گئی ہے، ۱۹۸۵ء کو اقوام متحدہ نے نوجوانوں کے سال کے طور پر منایا، اس دوران اپنی تجاویز اور تحریروں میں جوانی کو ۱۵ سے ۲۵ برس کی عمر کے درمیان کا مرحلہ بتایا ہے۔ (زایدی ۲۰۰۲:)، کچھ لوگوں نے مراہقت کے بعد کے مرحلہ کو جوانی بتایا ہے، اور کچھ دیگر لوگوں نے ۱۸ سے ۲۴ برس کے درمیان کی عمر کو جوانی قرار دیا ہے (کندری، قشعان ۲۰۰۱:، طرح و کندری ۱۹۹۲)

قومیت کا پاس رکھنے والے شہری کی تعمیر کی حکومتیں خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کریں لیکن اس وقت تک بات ادھوری رہے گی جب تک وہ شہری کو معاشرہ کا مؤثر جزء نہیں بنائیں گے، ایک شہری کی شخصیت کی تعمیر میں سماجی، اقتصادی، سیاسی و ثقافتی

حالات کا بڑا کردار ہوتا ہے، شہری کی تعمیر میں حالات اور اصولوں کے تحت ہوتی ہے، وہ ان ہی کے زیر اثر وطن کی ترقی میں حصہ لیتا ہے، (خلیل ۱۹۹۸:) اعلیٰ وطنی حس اور وطن سے مضبوط تعلق رکھنے والے شہری کی تعمیر کا آغاز اس کی کم سنی ہی سے ہوجاتا ہے، یہ سمجھنا کہ قومیت عمر کے کسی مخصوص مرحلہ میں پہنچ کر پیدا ہوتی ہے خلط تصور ہے، قومیت کا تعلق اس قانونی سن تمیز سے نہیں ہے جس میں پہنچ کر انسان سیاسی عمل میں شرکت کا حق پاتا ہے۔ قومیت کا تعلق زندگی کے تمام مراحل سے ہے، بلکہ انسان کی زندگی کا ابتدائی مرحلہ اس سلسلہ میں زیادہ اہم ہے، اس لئے کہ اسی مرحلہ میں قومیت کے بنیادی اصول واقدار ذہن میں پیوست ہوتے ہیں، اسی عرصہ میں انسان ان اعمال اور کرداروں پر قادر ہوتا ہے جو قومیت کے ان اقدار کو معمول کی صورت میں عمل دلاتے ہیں، جو عمر کے اس مرحلہ سے ہم آہنگ ہوتے ہیں، قومیت کے رویوں اور اقدار کو روبہ عمل لانے میں سیاسی وسماجی تربیت نیز قومیت کے اعمال واقدار کو تقویت پہنچانے کے سلسلے میں اس تربیت کے کردار میں جن امور کا بنیادی ومؤثر کردار ہوتا ہے ان سب کے مشترکہ طور پر پائے جانے سے ایک ایسا شہری وجودی میں آتا ہے جو فکری، وجدانی اور عملی طور پر تصور قومیت کا بہت اعلیٰ درجہ کا احساس رکھتا ہے۔ (شخمان ۲۰۰۹:، Alazzi: ۲۰۰۹)۔

نوجوانوں کو اہمیت دینے اور ان پر توجہ مرکوز کرنے کے اسباب متعدد ہیں:

اول: سب سے پہلا اور اہم ترین سبب معاشرہ میں نوجوانون کی ''حقیقی قوت عمل نی نی ہے، ہزارۂ سوم کے آغاز میں اس کرہ ارضی کی نصف آبادی تقریباً ۲۵ برس کی ہے، اور امید ہے کہ ۲۰۱۵ء میں جوانوں کی تعداد ۶ء ۲ نلین ہوگی ۱؎، قومیت کے سلسلے میں نوجوانوں کی اہمیت ان اعداد وشمار سے معلوم ہوجاتی ہے۔

۱؎ ملاحظہ ہو: ورلڈ بینک کی رپورٹ ۲۰۰۹ء

۲؎ ملاحظہ ہو: قضايا الشباب فى العالم الاسلامى :رهانات الحاضر وتحديات المستقبل، ڈاکٹر منبہی زاہدی، ایسسکو، ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء۔

۳؎ حوالۂ بالا

دوم: معاشرہ کی ثقافت کی تشکیل وارتقا میں نوجوانوں کا مؤثر کردار ہے وہ حکومتی اداروں اور غیر حکومتی تنظیموں پر یہ لازم کرتا ہے کہ وہ نوجوانوں کو اور ان کے اندر بطور خاص قومیت کے اقدار کو تقویت پہنچانے کو اپنی ترجیحات میں نمایاں مقام دیں ۲؎۔

سوم: (جیسا کہ آغاز میں ہم نے لکھا ہے) نوجوانوں کی شرکت قومیت کی ایک اہم بنیاد ہے (Arnett:۲۰۰۷)، قومیت کے سلسلہ میں نوجوانوں کا ایک واضح اور مؤثر کردار ہے، جو زندگی کے سماجی، ماحولیاتی، معاشیاتی اور ریاضیاتی پہلوؤں میں نوجوانوں کی شرکت میں سامنے آتا ہے، لیکن سیاسی وعوامی زندگی میں نوجوانوں کے یہاں واضح کمزوری نظر آتی ہے، یہ معاملہ کسی مخصوص علاقہ وقوم کا نہیں ہے، بلکہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ (Glickman: ۲۰۰۸)، اس رویہ کے لئے بعض لوگوں نے متعدد اصطلاحات نے متعدد اصطلاحات استعمال کی ہیں، جیسے ''شہری (سول) لاابالی پن نی نی، اس سے مقصود ہے: انتخابات میں حصہ نہ لینا اور سیاسی زندگی میں شرکت نہ کرنا، ''عدم بیداری نی نی، ''وطنی حس کی کمی نی نی یا ''تہذیبي اجنبیت نی نی، یہ تمام اصطلاحات عرب نوجوانوں کی سیاسی زندگی میں شرکت کے حوالہ سے صورت حال کی عکاسی کرتی ہیں لیکن اس بے رغبتی کے کچھ اسباب بھی ہیں، لیکن بہرحال اس مسئلہ کو شہریت وقومیت سے متعلق پریشانی یا معاشرہ سے بے تعلقی کو قرار نہیں دیا جاسکتا ہے ۳؎۔

چہارم: نوجوانوں پر توجہ مرکوز کرنے کا متقاضی چوتھا امر بھی مذکورہ بالا امور سے کم اہم نہیں ہے، بلکہ یہ نوجوانوں پر بہت مؤثر ہے، یہ ہے: جدید تکنیکی انقلاب، دنیا سے تیز رفتار ربط، اور دنیا کے مختلف ممالک میں پائی جانے والی متعدد تہذیبوں سے براہ راست تعلق یہ صورت حال دودھاری تلوار جیسی ہے، دیگر تہذیبوں سے براہ راست رابطہ اور تعلق جہاں نوجوانوں کے لئے کچھ مثبت پہلو رکھتا ہے، جیسے دوسری رائے کا احترام، فکری

۱؎ ملاحظہ ہو: قضايا الشباب فى العالم الاسلامى: رهانات الحاضر وتحديات المستقبل، ڈاکٹر زاہدی۔

۲؎ ملاحظہ ہو: اثر الانفتاح الثقافى على مفهوم المواطنة، ڈاکٹر عثمان بن صالح العامر۔

گونا گونی اور آزادی کا احترام، اور متعدد مثبت رو ہے، وہیں اس کے کچھ منفی اثرات بھی ہیں، نوجوانوں نیز ان کے وطنی تشخص پر اس صورت حال کے اثرات کی نوعیت جاننے کے لئے ان منفی اثرات کا تجزیہ ہمارے لئے لازمی ہے۔ (Hermans، ۲۰۰۷) ۔مثلاً انٹرنیٹ پر بہت سے گروپس پائے جاتے ہیں، یہ گروپس مختلف نظریات و مقاصد کے حامل نوجوانوں کو اپنی جانب راغب کرتے ہیں، کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے قومیت کی ایک نئی قسم پیدا کی ہے، بلکہ انہیں ''عالمی قومیت'' نی کہا جا سکتا ہے، اس لئے کہ ان کے اعضا مکمل حقوق پاتے ہیں، اور کسی بھی متعین گروہ (مثلاً کسی خاص علاقہ کے شہریوں) پر کوئی پابندی نہیں لگاتے ہیں، اسی طرح یہ نوجوانوں میں دوسروں سے رابطہ وتعلق کی رغبت بھی پیدا کرتے ہیں ۲؎۔

اس اہمیت کا راز یہ ہے کہ نوجوان اپنی عمر کے جس مرحلہ سے گزار رہے ہوتے ہیں اس مرحلہ میں اقدار ور جحانات تشکیل پاتے ہیں، متعدد افکار کو سمجھنے اور جاننے کی اس کی قابلیت بسا اوقات ان اقدار سے ہم آہنگ نہیں ہو پاتی ہے جن پر معاشرہ یقین رکھتا ہے، یہ بات صرف انٹرنیٹ تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ ہمیں دیگر مختلف ابلاغی ذرائع میں بھی ثقافتی رابطہ کا سامنا ہوتا ہے، یہ ذرائع براہ راست نوجوانوں کو مخاطب کر کے معاشرے کو درپیش بعض مسائل اٹھاتے ہیں، اور نوجوانوں کے لئے غلط وگمراہ کن تشریحات کرتے ہیں، یہ صورت حال ان کے تصور قومیت پر واضح طور پر اثرانداز ہوتی ہے ۳؎۔

سعودی نوجوانوں پر کئے گئے سروے کے نتائج واضح کرتے ہیں کہ ابلاغی رابطہ اور اس کی پیش کردہ تجاویز نے نوجوانوں کے اقدار، تصوارت اور رجحانات، پر اثر ڈالا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس رابطہ نے سعودی نوجوانوں کو فکری بحران اور نظریاتی کشمکش میں مبتلا کر دیا ہے ۳؎۔

اس لئے ہم بہت وضاحت کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ ان اہم ترین چار مسائل کی بابت ہمارے غلط طریقۂ کار اور غلط رویہ کے نتائج صرف نوجوانوں کے قومیت کی بابت

۲؎ ملاحظہ ہو: قضایا الشباب فی العالم الاسلامی، ڈاکٹر زاہدی، ص ۱۰: —۱۱

اقدار پر ہی مرتب نہیں ہوں گے بلکہ اس کے نتیجہ میں پوری قوم اور پورے معاشرے کی بنیاد میں خلل پڑ جائے گا، ان چیلنجس کا مقابلہ کر سکنے اور نوجوانوں کے تصور قومیت کو پختہ وعملی طور پر سرگرم کرنے کے لئے زائد نے کچھ تجاویز پیش کی ہیں، جو اس تصور کو نوجوانوں کے دلوں میں مستحکم کرتی ہیں، یہ ترجیحات یہ ہیں: سیاسی زندگی میں نوجوانوں کی سرگرم شرکت کے لئے منصوبہ بندی، ان کی صلاحیتوں کو جلا دینے میں ان کی مدد کر کے انہیں عملی طور پر اس کا اہل بنانا، اقدام کرنے کے سلسلے میں ان کے اندر اپنے اوپر اور اپنی صلاحیتوں کے اوپر اعتماد پیدا کرنا، معاشرہ کی زندگی میں شرکت کے حوالہ سے ان کے کردار، ان کی صلاحیتوں اور خود ان پر اعتماد کرنا، نوجوانوں کے تئیں عمر دراز لوگوں کے موقف میں تبدیلی، نوجوانوں کو کم صلاحیت کا مان کر کچھ اصولی احکام، نوجوانوں کو راہ نمائی کی مسلسل ضرورت ہے ا؎۔

عرب نوجوانوں کی متعدد کانفرنسوں کے بعد جاری ہونے واے قاہرہ اعلانیہ ۲۰۰۸ء میں بھی معاشی وسماجی ترقی کے حصول کے سلسلہ میں نوجوانوں کے کردار کو سرگرم کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے، اس اعلامیہ میں عرب حکمرانوں اور ترقیاتی پالیسیوں کے وضع کاروں سے مندرجہ ذیل امور کی درخواست کی گئی ہے:

- قومیت سے متعلق حقوق، ذمہ داریوں اور صلاحیتوں کے نوجوانوں کو تربیت۔
- نوجوانوں کے لئے اچھی آمدنی کے روزگار کے مواقع وجود میں لانا۔
- ہمہ گیر عرب ترقی کے اہداف حاصل کرنے کے سلسلے میں عرب نوجوانوں کی شرکت کو یقینی بنانا۔
- نوجوانوں کی شرکت کو اس کے وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے نوجوانوں کا حق ماننا۔
- عرب نوجوانوں کی معاشرہ کے اور بالخصوص سیاسی امور میں شرکت کو تقویت پہنچانا۔
- نوجوانوں کو علاقائی انتظامی سرگرمیوں میں شرکت کے وسیع مواقع فراہم کرنا۔
- عارضی عرب پارلیمنٹ اور قومی پارلیمنٹس کی سرگرمیوں میں شرکت کے مواقع نوجوانوں کو دینا۔

ا؎ فی البدء کان الکلمۃ، از: خالد محمد خالد، ص ۱۵۳: ، ال مقطم للنشر و التوزیع، تاریخ طباعت درج

– انسانی حقوق اور جمہوری عمل کی تربیت، اور رضا کارو ذمہ داری کی ثقافت کو محکم کرنا۔

– عام پالیسیز کی تشکیل، تنفیذ اور ترمیم میں نوجوانوں کی شرکت، اور لامرکزیت (Decentrelization) کے رجحانات کو تقویت دینا۔

اس لئے نوجوانوں کا یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ قومیت معاشرہ کے مسائل پر توجہ دینے اور ان کو حل کرنے کے سلسلے میں سرگرم کردار سے عبارت ہے، یہ تصور صرف ایسی چند تجاویز کا نام نہیں ہے، جن کا اس کو پابند بنایا جارہا ہے، آخر میں ہم خالد محمد خالد کی ایک عبارت نقل کررہے ہیں، یہ عبارت انہوں نے اپنی کتاب ''فی البدء کان الکلمۃ نی نی میں لکھی ہے، قومیت کے تصور کا تعارف کراتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: ''فرد کو جب بھی یہ احساس ہوتا ہے کہ وطن کو اس کی ضرورت ہے، وہ اپنے وطن کی ایک ضرورت ہے، وہ بے مصرف نہیں ہے، تو اس کی صلاحیتیں متحرک ہوجاتی ہیں، اور اس طرح لوگوں کے اندر اپنے ملک اور اس کے مسائل پر توجہ دینے کی ذمہ داری کا احساس ترقی پاتا ہے، پھر وہ مجازی معنیٰ میں نہیں حقیقتاً شہری ہوجاتے ہیں اھ۔

سماجی اقدار:

سماجی اقدار کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں، متعدد اصحاب قلم نے مختلف اعتبار سے اس تصور پر گفتگو کی ہے، اہل علم نے متعدد مطالعات کا موضوع ان اقدار کی تعریف، ان کے مصادر، ان کو حاصل کرنے کے طریقے، ان کی قسمیں اور دیگر متعلقہ پہلوؤں پر بطور خاص قلم اٹھایا ہے۔

یہ اقدار ہر معاشرہ اور تہذیب میں مختلف ہوتی ہیں، عرب اقدار کے ثقافتی پہلو پر کلام کرتے ہوئے (برکات ۲۰۰۸:) نے اقدار پر کلام اس اعتبار سے کیا ہے کہ وہ ان نظریات کا مجموعہ ہیں جن کا فرد اپنی نگاہ میں بہتر طریقہ کی وجہ سے قائل ہو، یہ اقدار معاشرہ کی اس ثقافت سے مستفاد ہوتی ہیں جو انسانی تصرفات اور نظریات کا مصدر ہوتی ہے۔

افراد کے یہاں اقدار کو فروغ دینے میں متعدد ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں، مثلاً خاندان سماجی اقدار کو پہنچانے کا اہم ذریعہ ہے، خاندان دیگر سماجی اداروں کے ساتھ عام

اقدار کے ذریعہ مربوط ہوتا ہے، نیز وہ اپنے لئے اقدار کا ایک مخصوص نظام تشکیل دیتا ہے، مختلف سماجی اداروں (فرد سے لے کر عالم تک) میں ہمیں تاثیر اور اثر پذیری کا تعلق ملتا ہے، مثلاً خاندان، قبیلہ، برادری، ملک اور عالمی معاشرہ کے درمیان ثقافتی روابط کی وجہ سے تاثیر کا متبادل عمل پایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے معاشرہ کا اقداری نظام متاثر ہوتا ہے (کندری ۲۰۱۰:)

کچھ معاشرتی اقدار قومیت، وفاداری اور نسبت سے متعلق ہیں، اسی طرح کچھ سماجی، معاشی، سیاسی، دینی اور جمالی اقدار کا تعلق قومیت کے اقدار سے ہے، درگزر، تعاون، خیر کی محبت، بہتر تعلقات، سماجی مدد، عوامی املاک کی حفاظت، عوامی مفادات کی حفاظت، پانی اور بجلی کے صحیح استعمال، صلاحیت کی بنیاد پر انتخابات میں ووٹ ڈالنے، قانون کے احترام، علماء دین کے احترام، مسالک کے احترام، دیگر مذاہب کے احترام، راستہ کی صفائی، لباس میں عام ذوق کی رعایت جیسے بہت سے امور کے متعلق بھی کچھ اقدار ہیں، ان تمام اقدار کو معاشرہ کے اندر کے متعدد سماجی اداروں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

قومیت وشہریت کی اقدار

کویتی معاشرہ کے نوجوانوں کا ایک سروے

سروے کے نتائج:

قومیت وشہریت کے تصورات ان تصورات کے صنف سے تعلق رکھتے ہیں جن پر بہت توجہ دی گئی ہے، زیرنظر سروے افراد بالخصوص کویتی نوجوانوں کی زندگی میں ان دونوں تصورات کے عملی پہلو پر توجہ دیتا ہے، اس سروے میں کویتی معاشرہ کے اہم ترین جز یعنی نوجوانوں میں قومیت وشہریت کے رویہ کی تعیین کے سلسلے میں پائے جانے والے اختلافات کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے، ساتھ ہی یہ پتہ چلانے کی بھی کاوش کی گئی ہے کہ کویتی معاشرہ کی سماجی وثقافتی تبدیلیوں سے ان تصورات کا کیا تعلق ہے۔

- اس سروے میں ۶۲۱ نوجوانوں سے سوالات کئے گئے، جن کی عمر ۱۷ برس سے ۲۵ برس کے درمیان تھی (۳۸۹ مرد، ۲۳۲ خواتین)، ان نوجوانوں کی اوسط عمر ۲۰ء۹۴ ہے۔
- اس سروے میں معلومات جمع کرنے کے لئے فارم کا استعمال کیا گیا تھا، اس فارم میں بنیادی اور ڈیموگرافیکل تبدیلیوں سے متعلق متعدد سوالات تھے، نیز قومیت وشہریت کے پیمانوں پر صحت واعتبار کی کارروائیوں سے گزار کر اعتماد کیا گیا تھا۔
- معلومات کو اعداد وشمار سے متعلق پروگرام SPSS میں درج کیا گیا، نیز اعداد وشمار کے جدید طریقوں پر اعتماد کیا گیا تھا۔
- سروے کے اہم نتائج سے یہ معلوم ہوا کہ قومیت کی عام اقدار اور ان کے تمام پہلوؤں سے شہریت کے اقدار کا مثبت شماری تعلق ہے، اور شہریت کی اقدار پر تعلیمی ومعاشی سطح کے درمیان بھی تعلق ہے۔
- نوجوان مردوں اور عورتوں میں نیز سنی وشیعہ مسالک کے افراد میں شہریت وقومیت کی اقدار کی بابت کسی قابل لحاظ فرق کا پتہ اس سروے سے نہیں چلا۔

- قومیت کی عام اقدار، ان کے سماجی، سیاسی، دینی اور جمالی پہلوؤں کی بابت نوجوانوں اور جوانوں کے درمیان فرق اس سروے کے نتائج سے معلوم ہوا۔
- تعلیمی سطح کا شہریت وقومیت کی اقدار پر یکساں طور پر مؤثر ہونے کی بات سامنے آئی۔

تجاویز:

سماجی پالیسی طے کرنے والوں کے لئے ایسے منصوبہ اور لائحہ عمل کو اختیار کرنا لازمی ہے جو قومیت وشہریت کے اقدار کو پختہ کرنے میں واضح طور پر حصہ لیں۔ ایسے منصوبوں کی سخت ضرورت ہے جو ان اقدار کا تحفظ کریں، ان کو ترقی دیں اور ان میں واقع ہونے والے خللوں کا علاج کرسکیں۔ ایسے پروگراموں کے لئے کچھ ایسی تجاویز پیش کرنا بھی ضروری ہے جو افراد معاشرہ میں وفاداری، شہریت اور قومیت کے اقدار کو محکم کرنے میں مدد کریں، ایسی ہی چند اہم تجاویز ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

- ملکی پیمانہ پر ایک ایسے عام ابلاغی منصوبہ کو اختیار کرنا جو قومیت کے اقدار کو تقویت پہنچائے، اس منصوبہ کے لئے ایسے متعین وواضح اہداف طے کئے جائیں جو طویل مدتی ہوں اور قومیت سے متعلق تصوارت کو بنیاد فراہم کریں، سماجی اقدار کو محکم کرنے کا سب سے اہم وسیلہ میڈیا ہے۔
- تربیتی منہج کا ایسا ارتقا جو قومیت وشہریت کے موضوع سے متعلق موجودہ مسائل سے ہم آہنگ ہو، نیز تمام متعلقہ نصابوں کا جائزہ، اور اسکول کی سطح پر قومیت کو فروغ دینے والے تربیتی پروگرام شروع کرنا، اس لئے کہ اسکول ہی وہ ادارہ ہے جو بچے کے لئے بہت سے تصورات منتقل کرتا ہے، لہذا اس غرض کے لئے اس کا استعمال ضروری ہے۔
- قومی اتحاد اور قومیت کے تصورات کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کی زیر نگرانی ایک ویب سائٹ قائم کرکے جدید مواصلاتی ٹیکنالوجی کا استعمال۔
- سماجی امور پر نظر رکھنے کے لئے ایک ایسے مرکز کا قیام جو قیاس کے اصول پر عمل پیرا

ہو، عام سماجی صورت حال کا جائزہ لے، سماجی پالیسی بنانے والوں کے لئے خاص تصورات پیش کرے اور کمیوں کی نشاندہی کرے۔

- سیاسی شخصیات کی ملاقات اور ان کے ذریعہ قومی ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لئے ایک مناسب ماحول فراہم کرنا، اس کے لئے قومی پیمانے پر مکالمے کے ایسے پلیٹ فارم قائم کرنا جن میں تمام قومی مسائل، نیز امت کو درپیش تمام مشکلات کا مکمل شفافیت کے ساتھ تذکرہ کیا جائے، اور ان کے حل تجویز کئے جائیں۔ اس لئے کہ اس وقت تک کوئی سچی قومیت وجود میں نہیں آسکتی جب تک مسائل اور مختلف فیہ موضوعات کے تذکرہ میں شفافیت نہ برتی جائے۔
- قومیت وشہریت کے اقدار کو تقویت پہنچانے والے علاقائی ورثہ کو جمع کرنے کے لئے ایک خاص ثقافتی نظام تشکیل دینا، اس کے ذریعہ ایسے تاریخی واقعات کا تذکرہ جو اتحاد کا پتہ دیں، نیز کویت کی کچھ شخصیتوں کے طریقۂ کار اور ان سے وابستہ واقعات کا تذکرہ۔
- غیر حکومتی ادارے معاشرے کی تعمیر اور اس میں استحکام قائم کرنے کا ایک بنیادی عنصر ہیں، اس لئے مختلف سماجی گروہوں کے درمیان سماجی ہم آہنگی کے قیام کے لئے ان اداروں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے، اس لئے مختلف سرگرمیاں اختیار کرکے اس پہلو پر توجہ دینا ان اداروں کے لئے ضروری ہے۔
- اس سلسلہ میں دینی ادارہ کا بھی واضح کردار ہونا چاہئے، دینی پیشواؤں کو افتراق کی کیفیت ختمکرنے، اور مخالف رائے کے احترام کے تصورات کو فروغ دینے میں اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہئے۔
- بچوں کے لئے ٹیلی ویژن کے ایسے پروگرام تیار کرنا جو ان میں قومیت وشہریت کی بنیادوں کو راسخ کریں، ثقافتی تکثیریت والے بعض مغربی معاشروں میں بچوں کے لئے ایسے پروگرام تیار کئے گئے ہیں، اور ان میں قومیت کو راسخ کرنے والے متعدد طریقے اختیار کئے گئے ہیں، ٹیلی ویژن بچوں کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والا وسیلہ ہے، بچے اس سے بہت سے تصورات اخذ کرتے ہیں، لہذا اس موضوع پر کچھ پروگرام بنا کر اس کا بہترین استعمال لازمی ہے۔